بطخ کا بدصورت بچہ

گائوں کا موسم بے حد خوش گوار تھا۔ دریا کے کنارے ایک بوڑھا برگد کا درخت تھا جو پوری طرح پتوں اور شاخوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

درخت کے تنے میں ایک جگہ چھوٹی سی خلا تھی جس میں ایک بطخ نے گھونسلہ بنالیا تھا۔ ایک دن بطخ اس خلا میں بیٹھی انڈوں سے اپنے بچوں کے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ انتظار کرتے کرتے وہ اب کافی تھک چُکی تھی۔

آخر ایک انڈا ٹوٹآ اور پھر دوسرا ، اور تیسرا۔ ہر انڈے میں سے ایک ننھے بطخ کے بچے نے سر نکالا اور بولا 'چیں چیں،۔ مگر ان کی ماں بولیں 'قیں قیں' تو وہ سب بھی 'قیں قیں' بولنے لگے۔ بچوں نے اپنے آس پاس برگد کے بڑےبڑ ے سبز پتوں کو دیکھ کر کہا "یہ دُنیا کتنی بڑی ہے!" (اب تک تو وہ انڈے کے اندر کی ننھی سی دُنیا ہی جانتے تھے) بطخ بولی " کیا تمھارے خیال میں یہی دُنیا ہے ؟ ابھی تو تُم نے کھیتیوں کا باغ نہیں دیکھا ہے۔ اچھا، تو تم سب انڈوں سے نکل آئے ہو یا نہیں؟ ارے ، سب سے بڑا انڈا تو ابھی ٹوٹا ہی نہیں! آخر کتنی دیر لگے گی؟ میں تو تھک گئی ہوں" اور یہ کہہ کر بطخ دوبارہ گھونسلے میں جا بیٹھی۔

آخر بڑے انڈے کا چِھلکا بھی ٹوٹ گیا، اور اندر سے بچے نے نکل کر چیں چیں بولنا شروع کیا۔ یہ بچہ دوسرے بچوں سے بڑا تھا اور کافی بد شکل بھی تھا۔ ماں نے اُسے حیرت سے دیکھا اور بولی "یہ تو بہت بڑا ہے اور دوسرے بچوں سے ذرا نہیں ملتا!"

دوسرے دن موسم اچھا تھا، اور سورج چمک رہا تھا۔ چنانچہ بطخ اپنے بچوں کو دریا پر لے گئی۔ اور پانی میں کود گئی۔ ماں کی دیکھا دیکھی بچے بھی قیں قیں کرتے پانی میں کود پڑے۔ بچوں کے سر پہلے تو پانی کے نیچے چلے گئے، اور پھر جیسے جیسے بچوں نے ہاتھ پائوں مارے ، ان کے سر ابھر کر پانی کی سطح پر آگئے۔ بدصورت بچہ بھی ان کے ساتھ تیر رہا تھا۔

بطخ نے اپنے بدشکل بچے کو تیرتے ہوئے دیکھ کر کہا "یہ اپنے پائوں کتنی اچھی طرح چلاتا ہے۔ بلکہ اس کے تیرنے کا پورا طریقہ ہی بہت اچھا ہے۔ یہ میرا اپنا بیٹا ہے، اور اگر اسے ٹھیک سے دیکھا جائے تو اس کی شکل بھی بُری نہیں ہے۔ قیں قیں، چلو تم سب کا تعارف باغ میں بڑے خاندانوں کی بطخوں سے کرواتی ہوں۔ تُم سب میرے قریب رہنا۔ اور ہاں، بلی سے خبردار رہنا۔"

بچوں نے وہی سب کیا جو ان کی ماں نے بتایا۔ مگر ایک دوسری بطخ جو اُنہیں گھور رہی تھی بولی " دیکھو اِن میں سے ایک بچے کی شکل کتنی بُری ہے۔ ہمیں اُسے یہاں نہیں رہنے دینا چاہیے۔ " اتنے میں ایک اور بطخ اُڑتی ہوئی آئی اور بیچارے بدشکل بچے کی گردن میں کاٹ گئی۔

"اُسے پریشان نہ کرو۔ آخر وہ تمہیں تنگ تو نہیں کررہا ہے۔"

"تنگ نہیں کررہا ہے مگر کتنا بڑا اور بدصورت ہے!"

"خوب صورت نہیں ہے مگر مزاج کا بہت اچھا ہے۔" بطخ بچے کے پر سہلاتے ہوئے بولی۔ "اچھی تیراکی بھی کرتا ہے۔ یہ بڑا ہو کر خوش شکل نکلے گا"۔

چھوٹا سا بطخ کا بچہ جو اپنے خول سے آخر میں نکلا تھا، اُسے باغ کی دوسری بطخوں نے کاٹا اور اُس کا مَزاق اُڑایا۔ یہاں تک کہ اُس کے بھائی بہن بھی کہنے لگے کہ تُم اتنے بدصورت ہو، بہت اچھا ہو اگر بلی تمہیں پکڑ لے۔" بطخیں اُسے نوچتیں، اُن کے اور مرغی کے بچے اُسے مارتے، اور ان سب کو دانا کِھلانے والی لڑکی اُسے لات مار کر بھگا دیتی۔ حد تو یہ ہوئی کہ ایک دن ماں نے بھی کہہ دیا کہ "اچھا ہوتا کہ تُم پیدا ہی نہیں ہوتے۔" تنگ آکر ایک دن وہ غریب باغ سے بھاگ نکلا۔

'سب مجھ سے نفرت کرتے ہیں، کیونکہ میں بد شکل ہوں!' اُس نے سوچا۔ وہ اُڑتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ ایک گھاس کہ میدان پر پہنچا جہاں بہت سی جنگلی بطخیں رہتی تھی۔ غمگین اور تھکا ہوا تو تھا ہی، اُس نے ساری رات وہا ں گزاری۔

صبح جب جنگلی بطخیں اُڑنے کی تیاری کر رہی تھیں تو اُنہوں نے اسے دیکھا ، اور گھورنے لگیں۔ "تم کس قِسم کی بطخ ہو؟" اُنہوں نے پوچھا ۔ اس نے تمیز سے بات کی مگر ان کے سَوال کا جواب نہیں دیا ۔

بطخیں بولیں " تُم بے حد بد صورت ہو۔ کبھی ہم میں سے کسی سے شادی کرنے کا سوچنا بھی نہیں"۔ اور یہ کہہ کر جنگلی بطخیں وہاں سے اُڑ گئیں۔

بیچارا! شادی کا تو اس نے سوچا ہی نہ تھا۔ وہ تو صرف وہاں آرام کرنے اور پانی پینے کی اِجازت چاہتا تھا۔

ایک شام جیسے ہی سورج غروب ہوا، پرندوں کا ایک بڑا جُھنڈ وہاں پہنچا۔ بطخ کے بچے نے ایسے پرندے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ یہ ہَنس تھے۔ ان کی خوب صورت گردنیں خَم دار تھیں اور ان کے نرم پروں کا رنگ چمکتا ہوا سفید تھا۔ انہوں نے اپنے حسین پر پھیلا کر ایک انوکھی آواز نکالی اور سمندر پار گرم مُمالک کی طرف اُڑ گئے۔ جب بطخ کے بچے نے اُنہیں اُڑتے ہوئے دیکھا تو اُسے ایک عجب سی خوشی کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی گردن اُوپر اُن کی طرف اُٹھائی اور اُس کے منہ سے ایک اِتنی عجیب و غریب آواز نکلی کہ وہ خود گھبرا گیا۔ وہ ان دلکش پرندوں کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا! جب وہ دور چلے گئے تو اس نے پانی میں غوطہ لگایا۔ جب پانی سے سر نکالا تو بھی اس کے دِل میں ایک انجانی خوشی کا جذبہ تھا۔ اسے ان پرندوں کا نام نہیں معلوم تھا ، نہ یہ کہ ان کی منزل کہاں تھی، مگر اُن کے لیے جو جذبہ اس نے محسوس کیا وہ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔ اُس کے دِل میں خواہِش پیدا ہوئی کہ کاش میں ان جیسا حسین ہوتا۔

جیسے جیسے سردی بڑھی پانی برف بنتا گیا۔ بطخ کے بچے کو اپنے پر اور پیر مار کر اپنے آپ کو برف میں جمنے سے بچانا پڑا۔ مگر اب وہ بُری طرح تھک گیا تھا اور آخر کار اُس سے نہ پر مارے گئے نہ پیر، اور وہ برف میں جمنے لگا۔ اِتفاق سے ایک دھاتی وہاں سے گزر رہا تھا اور اس نے پرندے کو برف میں جمتے ہوئے دیکھا ۔ دھاتی نے اپنی لکڑی کی جوتی سے برف کو توڑ کر اس کی جان بچائی۔ اور اُسے خُشکی پر ایک ایسی جگہ چھوڑ گیا جہاں سردی کم تھی۔

سردیوں کا موسم گزر رہا تھا اور اب بطخ کا بچہ ایک ایسے میدان میں تھا جہاں لمبی گھاس تھی، سورج چمک رہا تھا اور پرندے چہچہا رہے تھے۔ یہ سب اس لیے کہ بہار کا موسم شروع ہوچکا تھا۔ بطخ کا بچہ جو اب ایک نوجوان پرندہ تھا، اُسے اپنے پروں میں ایک نئی طاقت کا خوشنما اِحساس ہوا۔ اس نے اُنہیں ہِلایا اور اُڑنے لگا۔

وہ اُڑتا چلا جارہا تھا کہ اسے نیچے ایک بڑا اور خوبصورت باغ نظر آیا۔ وہ وہاں اُتر گیا۔ بہار کے موسم میں باغ کی ہر چیز تازہ اور خوبصورت نظر آرہی تھی۔

قریب ہی پانی میں اسے تین ہنس تیرتے ہوئے اپنی طرف آتے نظر آئے۔ اُنہیں دیکھ کر اسے وہ حسین پرندے یاد ائے جو اس نے دیکھے تھے، اور وہ اُداس ہو گیا۔

'میں ان کے پاس جائوں گا تو یہ مجھے مار ڈالیں گے، کیونکہ میں اتنا بدصورت ہوں۔ لیکن پھر بھی میں اُن سے ضرور ملوں گا۔' وہ تیرتے ہوئے ہنسوں کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی ہنسوں نے اسے دیکھا، وہ فوراً اس سے ملنے کے لیے اُس کے قریب آگئے۔

"مجھے مار ڈالو" بیچارے بطخ کے بچے نے سر نیچے کرتے ہوئے کہا۔ اور موت کا انتظار کرنے لگا۔

مگر سر نیچا کرنے سے اُسے اپنا عکس پانی میں نظر آگیا تھا۔ اور وہ عکس کسی گد لے رنگ والے یا بد شکل پرندے کا نہیں تھا، بلکہ ایک حسین ہنس کا تھا! تین بڑے ہنس جن کی طرف وہ بڑھا تھا، وہ اپنی چونچوں سے اس کی گردن سہلا کر اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

اِتنے میں تین چھوٹے چھوٹے بچے روٹی اور کیک کے ٹکرے لے کر آئے اور انہیں ہنسوں کے لیے پانی میں پھینکنے لگے۔

سب سے چھوٹا بچہ بولا "دیکھو دیکھو، آج ایک نیا ہنس آیا ہے!"

پھر تو سب بچے اُچھلتے کودتے اپنے ماں باپ کو بتانے گئے کہ آج ایک نیا ہنس آیا ہے۔

تھوڑی دیر میں وہ اور کیک اور روٹی لے کر لوٹے اور ہنسوں کے لیے پانی میں پھینک دیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ یہ نیا ہنس تو سب سے خوب صورت ہے ۔ 'نئے ہنس' نے یہ سُن کراپنا منھ پروں میں چُھپا لیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ آج تک سب اس سے اس کی بد صورتی کی وجہ سے نفرت کرتے رہے تھے۔ وہ آج بہت خوش تھا، مگر مغرور نہیں تھا۔ وہ یہ سوچ کر خوشی کے آنسو رو رہا

تھا کہ 'جب تک میں " بد صورت بطخ" کہلاتا رہا، میں نے تو خواب میں بھی کبھی اتنی
خوشی نہیں پائ تھی !"

ہینس کرسچن اینڈرسن

Hans Christian Anderson

****

KAHANI CHAMAN
کہانی چمن